فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): اہل بدعت کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): اہل بدعت کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔

(سوال): کیا حفظ قرآن کے مقابلہ میں انعامات تقسیم کرنا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے، یہ حفاظ کی حوصلہ افزائی کا بہترین طریقہ ہے۔

(سوال): کیا کسی صورت میں بیوی کو طلاق دینے کی ترغیب دی گئی ہے؟

(جواب): بیوی نافرمان ہو، نصیحت قبول نہ کرے اور کسی صورت شوہر کی صحیح بات نہ مانے، تو اسے طلاق دینے میں عافیت ہے، ورنہ زندگی اجیرن بنی رہے گی۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَدْعُونَ اللّٰهَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ ؛ رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ آتٰى سَفِيهًا مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5).

''تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی؛ ① جس کی بیوی بداخلاق اور بدتمیز ہو، وہ اسے طلاق نہ دے۔ ② جو کسی کو قرض دے، لیکن اس پر گواہ نہ بنائے۔ ③

جو اپنا مال (بغرض تجارت) کسی ناسمجھ کے حوالے کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5)''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کرو۔''

(المستدرك للحاكم : 331/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 146/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

حدیث کا مفہوم:

اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں؛

① جس کی بیوی بد اخلاق ہے، وہ اسے طلاق نہیں دیتا، تو اس کی دعا قبول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیوی اسے پریشان کرتی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ یہ پریشانی دور کر دے، تو اس کی یہ دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ ایسی بد اخلاق بیوی کو طلاق دے کر خلاصی پا لے، لیکن وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایسا شخص اگر بیوی کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو اس کی دعا رد ہو جاتی ہے۔ اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے۔

② جس نے کسی شخص کو قرض دیا ہو، قرض پر گواہ نہ بنایا ہو، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا، کسی کو گواہ نہ بنایا، پھر جب قرض کا مطالبہ کیا، تو قرض لینے والا مکر گیا، اب مطالبہ کرنے والا اسے بددعا دیتا ہے، تو اس شخص کی یہ دعا جو یہ دوسرے شخص کے خلاف کر رہا ہے، قبول نہ ہو گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرض پر گواہ بنانے کی راہنمائی کی تھی، لیکن اس نے اللہ کے حکم کو اختیار نہ کیا، لہٰذا اب بطور سزا اس کی قرض لینے والے کے خلاف دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

۳ جو اپنا مال کسی ناسمجھ کے سپرد کر دیتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مال کسی ناسمجھ کو دیتا ہے کہ میرے مال میں تجارت کرو، لیکن وہ ناسمجھ مال ضائع کر دیتا ہے، اب مال کا مالک اس ناسمجھ کو بد عائیں دیتا ہے، تو اس کی یہ بد دعائیں ہرگز قبول نہ ہوں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ مال کو ناسمجھوں کے حوالے نہ کرو۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5)

''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کریں۔''

ان تین افراد کی دعا مطلق طور پر رد نہیں ہوتی، بلکہ یہاں خاص دعا مراد ہے، جو رد کر دی جاتی ہے۔

سوال: کیا عورت کے لیے خوشبو لگانا جائز ہے؟

جواب: عورت کے لیے خوشبو لگانا جائز ہے، البتہ غیر محرم کے سامنے نہ لگائے اور نہ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلے۔ گھر میں خاوند اور محرم رشتہ دار ہوں، تو لگا سکتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا؟ قَالَ : فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا، قَالَتْ : كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا ؟ قَالَ : تَطَهَّرِي بِهَا، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاسْتَتَر .

''ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا طریقہ سکھایا۔ پھر فرمایا: خوشبو کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے

پاکیزگی حاصل کریں۔ بولی: کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ فرمایا: سبحان اللہ (تعجب ہے کہ ایسی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی)، اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے چہرہ چھپالیا۔''

(صحيح مسلم: 332)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِلَّاتٌ وَّمُحْرِمَاتٌ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حرم اور حل میں غسل کر لیتی تھیں اور ہمارے سر پر خوشبو کا لیپ ہوتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد: 137/6، سنن أبي داوٗد: 254، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(مختصر سنن أبي داوٗد: 169/11)

❁ سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ، خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهٗ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ....

''جب زوجہ رسول سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں آپ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، (وفات کے تین دن بعد)

آپ رضی اللہ عنہا نے وہ خوشبو منگوائی، جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی، آپ رضی اللہ عنہا نے وہ خوشبو ایک بچی کو لگائی اور اپنے بھی رخساروں پر لگائی......۔''

(صحيح البخاري: 5334، صحيح مسلم: 1486)

❀ سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰی زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ.

''جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہوا، تو میں ان کے پاس آئی، (وفات کے تین دن بعد) آپ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوا کر لگائی۔''

(صحيح البخاري: 5335، صحيح مسلم: 1487)

❀ سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا.

''جب کوئی عورت مسجد میں جائے، تو خوشبو نہ لگائے۔''

(صحيح مسلم: 443)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ.

''جس عورت نے ''بخور'' لگائی ہے، وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں حاضر نہ ہو۔''

(صحيح مسلم: 444)

❀ عبید بن ابی عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ ضُحًى فَلَقِيَتْنَا امْرَأَةٌ بِهَا مِنَ الْعِطْرِ شَيْءٌ لَمْ أَجِدْ بِأَنْفِي مِثْلَهُ قَطُّ، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: عَلَيْكِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ، قَالَ: فَأَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: الْمَسْجِدَ، قَالَ: وَلِأَيِّ شَيْءٍ تَطَيَّبْتِ بِهٰذَا الطِّيبِ؟ قَالَتْ: لِلْمَسْجِدِ، قَالَ: آللّٰهِ؟ قَالَتْ: آللّٰهِ، قَالَ: آللّٰهِ؟ قَالَتْ: آللّٰهِ، قَالَ: فَإِنَّ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ لَا تُقْبَلُ لِامْرَأَةٍ صَلَاةٌ تَطَيَّبَتْ بِطِيبٍ لِغَيْرِ زَوْجِهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْهُ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ، فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي مِنْهُ، ثُمَّ ارْجِعِي فَصَلِّي.

''(ایک دفعہ) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چاشت کے وقت مسجد سے نکلا، ہمیں ایک عورت ملی، جس نے ایسی خوشبو لگائی ہوئی تھی کہ میرے ناک نے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کہا، تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پوچھا: کہاں جارہی ہیں؟ کہا: مسجد۔ پوچھا: یہ خوشبو کس لیے لگائی ہے؟ کہنے لگی: مسجد جانے کے لیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا کہ واقعی اسی لیے؟، تو اس نے تینوں دفعہ قسم کھا کر کہا کہ واقعی مسجد کے لیے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی مقصد کے لیے خوشبو لگاتی ہے، تا آنکہ وہ خوشبو کو اسی طرح دھو نہیں لیتی، جس

طرح غسل جنابت میں (گندگی کو) دھویا جاتا ہے۔'' جایئے، اسے دھویئے اور واپس آ کر نماز پڑھیے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 133/3، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ .

''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کریں، وہ جب نکلیں، تو سادگی سے آئیں۔''

(مسند الحمیدي : 1008، سنن أبي داود : 565)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۳۲)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۶۷۹) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۱۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحکام : 679/2)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(شرح السّنة : 860)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(البدر المُنیر : 46/5)

سادگی میں لباس کی نمود ونمائش، زرق برق لباس، بے پردگی اور خوشبو سے اجتناب شامل ہے۔

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوجَدَ رِيحُهَا لَمْ

تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ حَتّٰى تَغْتَسِلَ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ .

''جو عورت خوشبو لگائے، پھر مسجد کے لیے گھر سے نکلے، تا کہ اس سے خوشبو آئے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، تا آنکہ وہ (خوشبو کو) اسی طرح نہ دھولے، جس طرح غسل جنابت میں (گندگی کو) دھویا جاتا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 26/9، وسندهٗ حسنٌ)

اس بارے میں دیگر احادیث بھی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت خوشبو لگا سکتی ہے۔

سوال: بیماری کی وجہ سے سر باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا سیاہ عمامہ باندھنا جائز ہے؟

جواب: سیاہ عمامہ باندھنا مشروع و مستحب ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ میں داخل ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1358)

❁ سیدنا عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

''رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1359)

تنبیہ:

بعض عمامہ باندھنے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ بدعت ہے۔ کسی مشروع و مستحب عمل کو بڑھا کر واجب کے درجہ میں لے جانا اسے بدعت بنا دیتا ہے۔

❀ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ .

''اپنی نماز میں اس طرح شیطان کا حصہ نہ بنالیں کہ (سلام کے بعد) دائیں جانب سے مقتدیوں کی طرف پھرنا اپنے اوپر لازم کرلیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی دفعہ بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے۔''

(صحيح البخاري : 852، صحيح مسلم : 707)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جائز و مستحب کام پر اصرار کرنا، اس کے ساتھ واجب کا معاملہ کرنا، اسے شیطانی کام بنا دیتا ہے۔

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلٰى أَمْرٍ مَّنْدُوْبٍ وَجَعَلَهٗ عَزْمًا وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ بِمَنْ

أَصَرَّ عَلٰى بِدْعَةٍ وَّمُنْكَرٍ .

''اس حدیث میں بیان ہے کہ جو شخص مستحب عمل پر دوام کرے، اسے عزیمت سمجھ کر رُخصت پر عمل چھوڑ دے، تو شیطان نے اسے گمراہ کر دیا ہے، پھر اس کا کیا بنے گا، جو بدعت اور منکر عمل پر ہیشگی کرتا ہے؟''

(شرح المشکوٰۃ : 1051/3)

(سوال): جو عورت غیر اللہ کو سجدہ کرے، اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بغیر تاویل کیے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک اور ارتداد ہے، ایسا کرنے والا اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہو جاتا ہے اور نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

(سوال): ضرورت سے زیادہ کپڑے بنانا کیسا ہے؟

(جواب): اسلام سادہ طرز زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ کھانا پینا، رہن سہن، لباس، جوتے، مکان اور گاڑی وغیرہ ضرورت کے مطابق ہو، تو جائز ہے، ضرورت سے زائد ہو، تو اسراف ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهٖ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ .

''ایک بستر آدمی کے لیے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔''

(صحیح مسلم : 2084)

اس حدیث میں ضرورت کے مطابق بستر رکھنے کا جواز بیان کیا گیا ہے، خواہ وہ کتنے ہی ہوں اور ضرورت سے زائد بستروں کو شیطان کا بستر قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح رہن سہن، کھانے پینے، گھروں، کوٹھیوں، کپڑوں اور جوتوں وغیرہ میں

اسراف ناپسندیدہ ہے۔اس وقت دنیا میں اسراف گھر کر گیا ہے۔فی زمانہ اسراف سے وہی بچ سکتا ہے،جس پر اللہ رحم فرمادے۔

جب حق میں حد سے زیادہ مال خرچ کرنا ناپسندیدہ ہے،تو باطل میں مال خرچ کرنا کیونکر درست ہوگا،یہ تو انسان کو شیطان کا بھائی بنادیتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(الأنعام : ١٤١)

''کھاؤ،پیو،اسراف مت کرو،اللہ اسراف کرنے والا کو پسند نہیں کرتا۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾(الفرقان : ٦٧)

''(متقی) وہ لوگ (ہیں)،جو خرچ کرتے وقت اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی، بلکہ میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَوَجَدَ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا، فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَ : وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَرَآهَا مُهْتَمَّةً، فَقَالَ : مَا لَكِ؟ قَالَتْ : جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ

فَلَمْ يَدْخُلْ، فَأَتَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا، قَالَ : وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالرَّقْمَ؟، فَذَهَبَ إِلٰى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : قُلْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا يَأْمُرُنِي بِهٖ؟ قَالَ : قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهٖ إِلٰى بَنِي فُلَانٍ .

''رسول اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، ان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا دیکھا، تو اندر تشریف نہ لائے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گھر داخل ہوتے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہلے تشریف لاتے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان دیکھا، وجہ پوچھی، تو کہنی لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف آئے تھے، لیکن اندر تشریف نہیں لائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، عرض کیا: اللہ کے رسول! فاطمہ پریشان ہیں کہ آپ ان کی طرف آئے ہیں، مگر اندر تشریف نہیں لائے، فرمایا: میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میرا نقش ونگار سے کیا تعلق؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے کہ وہ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: فاطمہ سے کہیے کہ وہ (نقش ونگار والا پردہ) فلاں قبیلہ کو دے دیں۔''

(صحيح البخاري : 2613، سنن أبي داود : 4149، واللّفظ لهٗ)

(سوال): لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): لیٹ کر تلاوت جائز ہے، خواہ زبانی کرے، خواہ مصحف سے دیکھ کر۔
رسول اللہ ﷺ لیٹ کر تلاوت کر لیتے تھے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي؛ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

''نبی کریم ﷺ میری گود پہ سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔''

(صحيح البخاري: 297، صحيح مسلم: 301)

(سوال): چلتے پھرتے قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا بنی اسرائیل پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں تھی؟

(جواب): ثابت نہیں۔

(سوال): کیا قبلہ کی طرف منہ کر کے سونا سنت ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔

(سوال): کیا زلزلہ کے وقت نماز پڑھنا ثابت ہے؟

(جواب): اللہ اپنے بندوں کے لیے نشانیاں ظاہر کرتا ہے، ان میں زلزلہ بھی ہے جو برے لوگوں کے لیے آفت اور نیک لوگوں کے لیے آزمائش ہوتا ہے، زلزلوں میں نیک و بد دونوں کام آتے ہیں، قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی نیت اور عقیدے پر اٹھایا جائے گا، ان حالات میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا عمل مشعل راہ ہے، زلزلہ کی وجوہات پر بحث کے بجائے؟ قرب الٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔

① عبداللہ بن حارث انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ لَيْلًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَا أَدْرِي هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَجَدْتُ قَالُوا : نَعَمْ قَدْ وَجَدْنَا، فَانْطَلَقَ مِنَ الْغَدِ، فَصَلّٰى بِهِمْ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

''ایک رات (بصرہ میں) زلزلہ آیا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں نے زلزلہ محسوس کیا ہے، معلوم نہیں آپ نے محسوس کیا ہے کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں ہم نے بھی (زلزلے کے جھٹکے) محسوس کیے ہیں، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صبح سویرے نکلے اور لوگوں کو نماز (زلزلہ) پڑھائی۔ (جس کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، قرأت کی اور رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے اُٹھ کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور قرأت شروع کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ اس (دو رکعت) نماز میں آپ رضی اللہ عنہ نے چھ رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

② جعفر بن برقان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي زَلْزَلَةٍ كَانَتْ بِالشَّامِ : أَنِ

اخْرُجُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّخْرِجَ صَدَقَةً فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : ١٥) .

''عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ہمیں شام میں آنے والے زلزلے کے متعلق خط لکھا کہ آپ فلاں مہینے میں اتوار کے دن نکلیں اور جو کوئی صدقہ کر سکتا ہے، کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۞ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : 15) ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے تزکیہ نفس کیا، اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 472/2، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا سفر پر جانے سے پہلے استخارہ کرنا چاہیے؟

(جواب): ہر اہم کام کے لیے استخارہ کرنا مشروع و مستحب ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ لِمَنْ هَمَّ بِأَمْرٍ سَوَآءٌ كَانَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ ظَاهِرُ الْخَيْرِ أَمْ لَا .

''ہر کام سے پہلے استخارہ مستحب ہے، اس میں بظاہر خیر ہو یا نہ ہو۔''

(شرح مسلم : 144/5)

(سوال): کیا سفر کے لیے جمعرات کا دن اختیار کرنا مستحب ہے؟

(جواب): رسول اللہ ﷺ اکثر جمعرات کو سفر پر جاتے تھے۔

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ، إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ .

''رسول اللہ ﷺ اکثر سفر پر جاتے، تو جمعرات کو جاتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 2949)

سوال: کیا سفر سے واپسی پر مسجد میں دو رکعت پڑھنا سنت ہے؟

جواب: مستحب ہے کہ جب سفر سے واپسی ہو، تو گھر جانے سے پہلے مسجد آئے، دو رکعت پڑھے، پھر گھر جائے۔

انسان زندگی میں کئی سفر کرتا ہے اور سفر کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی رہنمائی یہ ہے کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں جائیں، دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد گھر کا رُخ کرے۔ یہ سنت مہجورہ ہے، اسے زندہ کرنا چاہیے، برکتیں آپ پہ نازل ہونے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں۔

① سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ، إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ، فَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ دن میں چاشت کے وقت ہی سفر سے لوٹتے۔ سب سے پہلے مسجد جاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے۔''

(صحيح البخاري : 3088، صحيح مسلم : 716)

❀ ایک روایت میں ہے:

ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ .

’’پھر مسجد میں ہی بیٹھ جاتے۔‘‘

(صحيح مسلم : 716)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (م:676ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ اسْتِحْبَابُ رَكْعَتَيْنِ لِلْقَادِمِ مِنْ سَفَرِهٖ فِي الْمَسْجِدِ أَوَّلَ قُدُومِهٖ، وَهٰذِهِ الصَّلَاةُ مَقْصُودَةٌ لِّلْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ، لَا أَنَّهَا تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ، وَالْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ صَرِيْحَةٌ.

’’ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر سے لوٹنے والا سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت ادا کرے۔ یہ سفر سے لوٹنے کی نماز ہے نہ کہ تحیۃ المسجد۔ مذکورہ احادیث اس پر صریح دلیل ہیں۔‘‘

(شرح مسلم :248/1)

۞ امیر المومنین فی الحدیث، فقیہ امت، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ (سفر سے واپسی پر نماز کا بیان) قائم کیا ہے۔

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اِشْتَرٰى مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ، فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا، مدینہ تشریف لائے، تو مجھے حکم دیا کہ میں مسجد میں آ کر دو رکعت ادا کروں۔‘‘

(صحيح البخاري : 443، صحيح مسلم : 715، واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهٖ، دَخَلَ الْمَدِينَةَ، فَأَنَاخَ عَلٰى بَابِ مَسْجِدِهٖ، ثُمَّ دَخَلَهٗ، فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى بَيْتِهٖ، قَالَ نَافِعٌ : فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ يَصْنَعُ .

''رسول ﷺ سفر حج سے واپس ہوئے، تو مدینہ پہنچ کر سواری مسجد کے دروازے پر بٹھادی، مسجد میں داخل ہوکر دو رکعت ادا کیں اور گھر تشریف لے گئے۔''

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ بھی یہی تھا۔''

(مسند الإمام أحمد : 2/129، سنن أبي داوٗد : 2782، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے واپس آتے، تو مسجد میں دو رکعت ادا کرتے۔

(فضل الصلاة على النّبي للإمام إسماعيل القاضي : 99، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا مستحب ہے؟

جواب: جی ہاں۔ حدیث میں ثابت ہے۔

(صحيح البخاري : 1798، 5965)

سوال: کیا جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے؟

جواب: جمعہ کے دن سفر جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ اللّٰهِ !

احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ! احْبِسُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا، سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ.

''سواری جنگل بیابان میں بھاگ جائے، تو یوں آواز دیں: اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اللہ کے بہت سے بندے (فرشتے) زمین میں ہوتے ہیں، وہ سواری پکڑ دیں گے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 217/10، ح: 10518، واللّفظ لهٗ، مسند أبي يعلٰى: 177/9، ح: 5269، عمل اليوم واللّيلة لابن السّنّي: 509)

جواب: سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① معروف بن حسان ''ضعیف وغیر معروف'' ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 323/8)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال: 325/6)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ (مَجمع الزّوائد: 132/10)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔

② قتادہ بن دعامہ ''مدلس'' ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سعید بن ابی عروبہ ''مدلس'' اور ''مختلط'' ہیں۔

④ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ غَرِيبٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالطَّبَرَانِيُّ، وَفِي السَّنَدِ

انْقِطَاعٌ بَيْنَ ابْنِ بُرَيْدَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ .

''یہ غریب حدیث ہے، اسے ابن السنی اور طبرانی نے بیان کیا ہے، سند میں ابنِ بریدہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔''

(شرح الأذكار لابن علان : 150/5)

ابن السنی کی سند میں ابنِ بریدہ اور سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان عَنْ أَبِيهِ کا واسطہ ہے، یہ ناسخ کی غلطی ہے، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو منقطع قرار دیا ہے، دوسرے یہ کہ یہی سند مسند ابی یعلی کی بھی ہے، لیکن مسند ابی یعلی میں بھی یہ واسطہ مذکور نہیں، لہٰذا اس کا منقطع ہونا واضح ہے۔

❁ علامہ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَنَدُهُ ضَعِيفٌ لِّضُعْفِ مَعْرُوفِ ابْنِ حَسَّانٍ .

''اس کی سند معروف بن حسان کی وجہ سے ضعیف ہے۔''

(اتّحاف الخِيَرة المَهَرة : 500/7)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَنَدُهُ ضَعِيفٌ، لٰكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ : إِنَّهُ جَرَّبَهُ هُوَ وَبَعْضُ أَكَابِرِ شُيُوخِهٖ .

''اس کی سند تو ''ضعیف'' ہے، لیکن حافظ نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے اور ان کے بعض اکابر نے اس کا تجربہ کیا ہے۔''

(الابتِهاج بأذكار المسافر والحاجّ، ص 39)

❁ حافظ سخاوی کے جواب میں محدث البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''عبادات تجربات سے اخذ نہیں کی جاتیں، خصوصاً ایسی عبادات جو کسی غیبی

امر سے متعلق ہوں، جیسے یہ حدیث ہے، لہٰذا تجربے کو بنیاد بنا کر اسے صحیح قرار دینے کا میلان ظاہر کرنا جائز نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے، جبکہ بعض لوگوں نے اس سے مصیبتوں کے وقت مردوں سے مدد مانگنے پر بھی استدلال کیا ہے۔ یہ خالص شرک ہے، اللہ محفوظ فرمائے!''

(سِلسِلة الأحاديث الضّعيفة : 2/108-109، ح : 655)

مذکورہ روایت کا ایک شاہد بھی ہے۔

❀ ابان بن صالح سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُه بِفُلَاةٍ مِّنَ الْأَرْضِ، لَا يَرٰى بِهَا أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ : أَعِيْنُوْنِيْ عِبَادَ اللّٰهِ! فَإِنَّهٗ سَيُعَان .

''جانور یا اونٹ صحرا میں بھاگ جائے اور دکھائی نہ دے رہا ہو، تو یوں کہیں: اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ تو جلد ہی اس کی مدد کی جائے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 7/132)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① ابان بن صالح صغار تابعین میں سے ہیں اور براہ راست نبی اکرم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا روایت معضل (منقطع) ہے۔

② محمد بن اسحاق ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔